سمجھ کر آنحضرت پر گناہ گاری کا الزام قائم کر دیا اور اس پر طرح طرح کے برے نتائج پیدا کر لیے'' (۱۱)

قرآن کے علاوہ حدیث وسیر وتاریخ سے بھی پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل عرب معاشرے میں پاک باز، راست باز اور فرشتہ صفت انسان مانے جاتے تھے۔ لوگ آپ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی خود آپ کی نبوت کی بہت بڑی دلیل تھی، اس لیے ذہنب کے معنی آنحضرت کے گناہ نہ تو قرآن کریم کی رو سے درست ٹھہرتے ہیں اور نہ تاریخ کی رو سے۔

عورتوں کا کھلے چہرے کے ساتھ گھر سے باہر کردار کا جواز

قرآن کریم کی آیت جلباب، آیت غض بصر نیز احادیث وآثار کے ایک وقیع ذخیرے سے استشہاد کرتے ہوئے جمہور اہل علم کا موقف ہے کہ عورت کے پردے میں چہرہ بنیادی ہے، چہرے کے پردے سے پورے بدن کا پردہ ہے، چہرہ کھلا اور بے نقاب ہے تو پردے کا منشاء پورا نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ ہر دور میں امت کے درمیان اجماعی اور متواتر رہا ہے، تاہم بعض محققین قرآن کریم کی ان ہی نصوص، جن سے جمہور نے چہرے کے پردے کا اثبات کیا ہے، میں تاویل اور تحقیق کی بنیاد پر یہ رائے اختیار کی ہے کہ چہرہ پردے کی بنیاد نہیں اور نہ ہی چہرے کا پردہ منصوص ہے۔ حضرت ڈاکٹر شکیل اوج صاحب بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا مقالہ بعنوان ''عورتوں کا کھلے چہروں کے ساتھ بیرون خانہ زندگی میں کردار'' زبردست تحقیقی شاہکار ہے۔ مقالے کی ابتداء میں اپنے موقف پر دلائل قائم کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں:

پہلی دلیل:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم (النور)

اس آیت میں مردوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حکم اسی وقت قابل فہم ہوسکتا ہے کہ جب عورتوں کے چہرے کھلے ہوں (نکتہ آفرینی کی داد دیجئے، جو ڈاکٹر صاحب کی دقیقہ سنجی پر دال ہے، ق ع) اگر چہرے ملفوف ہوں تو مردوں کو غض بصر کا حکم دینا بے معنی ہوگا۔ دوسرے یہ کہ من ابصارھم میں من تبعیضیہ ہے، جس سے پتا چلتا ہے کہ نامحرم عورتوں کو اس طرح دیکھنا کہ گویا مردوں کی شعاع بصری ان کا احاطہ کر رہی ہے، ممنوع ہے یعنی سرتاپا گھور کر دیکھنا یا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا منع ہے نہ کہ اچٹتی ہوئی نظروں سے۔

غض بصر کے معنی اقرب میں یہ لکھے گئے ہیں معہ ممالا تحل لہ رؤیۃ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز سے روکا جس کا دیکھنا منع ہے۔ مطلب یہ کہ بنظر شہوت دیکھنا ممنوع ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا (ام شریک) ایک ایسی عورت ہے کہ اس کے پاس میرے اصحاب کا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ یہ روایت نقل کرنے کے بعد علامہ سعیدی فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی زیارت کرتے تھے اور ان کی نیکی کی وجہ سے بکثرت ان کے پاس آتے جاتے تھے۔'' (۱۲)

اسی انداز میں داد تحقیق دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب اپنے اسی وقیع مضمون میں آگے ایک جگہ یہ تحریر فرماتے ہیں:

''انتہا پسند مذہبی طبقوں کی خواتین میں آج جس نوعیت وہیئت کا پردہ رواج پا چکا ہے، اس پردے کے

ساتھ یہ ناممکن لگتا ہے کہ کوئی عورت کاروبار کر سکے، کسی ہنگامی حالت میں بطور معاون مردوں کی شریک ہو سکے۔ ہنگامی و ایمرجنسی کے حالات میں ضرورت مندوں کی مدد کے لیے گھر سے باہر نکل سکے، کسی جنگ میں شریک ہو سکے، اجنبی مجاہدین کے لیے کھانا تیار کر سکے، زخمیوں کو پانی پلا سکے اور بوقت ضرورت ان کی نرسنگ کر سکے"(۱۳) (جس پر موصوف نے تاریخ و سیر سے بڑے ٹھوس شواہد پیش کئے ہیں۔ق،ع)

اسی پر بحث کو سمیٹتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ، آمین

حوالہ جات

۱۔ (کیا مسیار میرج جائز ہے؟ سہ ماہی التفسیر جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء)، ص ۳۳۔

۲۔ (کیا مسیار میرج جائز ہے؟ سہ ماہی التفسیر جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء)، ص ۳۳،۳۴

۳۔ (مسئلہ نسخ اور شاہ ولی اللہ)، سہ ماہی التفسیر، اپریل تا جون ۲۰۰۹ء، ص ۹

۴۔ (کیا غیر مذاہب کے تمام پیروکار باطل پرست ہیں؟) سہ ماہی التفسیر جنوری تا مارچ ۲۰۱۲ء، ص ۱۳،

۵۔ ایضاً، ص ۱۴۔

۶۔ ایضاً، ص ۲۵،

۷۔ (نیل پالش کے ساتھ وضو کے جواز کا مسئلہ، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۵ء، ص ۵۲،

۸۔ ایضاً، ص ۵۳،

۹۔ (مسیحی و اہل کتاب سے مسلم عورتوں کا نکاح)، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۲ء، ص ۱۲،

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۳،

۱۱۔ (مغفرت ذنب کا معنی و مفہوم) التفسیر اپریل تا جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۵،

۱۲۔ (عورتوں کا کھلے چہروں کے ساتھ بیرون خانہ زندگی میں کردار) التفسیر جنوری تا مارچ ۲۰۰۷ء، ص ۳۔۴،

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۱